امامتِ ائمہ اثنا عشرؑ اور قرآن

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

امامت ائمہ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر علیہ السلام کا قرآن سے ثبوت

سوال: قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمایئے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمایئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَہُ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَاٰلِہٖ

سوال مذکورۂ بالا کے جواب کے لئے حسب ذیل امور پر کامل صبر وسکون اور رواداری وانصاف کے ساتھ نظر ڈالنا چاہئے۔

(۱) قرآن مجید کا طرز بیان

جہاں تک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے اس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت میں ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو ان نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(۱) یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۔

خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہے لوگوں کے لئے تاکہ وہ اس کو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھیں۔

(۲) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا۔ (اسراء:۸۹)

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر بات کے نظائر پیش کئے ہیں لیکن اکثر لوگوں نے (ان کے نتائج سے) کفر اختیار کئے بغیر نہ مانا۔

(۳) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ۔

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی نظیر پیش کی ہے۔

(۴) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ (نور:۳۴)

ہم نے تم لوگوں کی جانب کھلی ہوئی واضح نشانیاں اور سابقہ اُمتوں کے نظائر اور متقین کے لئے موعظہ کی باتیں نازل کی ہیں۔

(۵) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ

أُولٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ۔

(بقرہ:۲۷-۲۶)

خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور کی نظیر پیش کرنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے تحت میں کوئی حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے پیش کی جارہی ہے اور جو لوگ کفر اختیار کئے ہوئے ہیں وہ (تجاہل کے طور پر) کہتے ہیں کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ راستہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنے والے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہوجانے کے بعد توڑنا چاہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انھیں درہم برہم کریں اور زمین میں فتنہ وفساد اٹھائیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہوں گے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوندعالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲) انبیائے سابقہ کے واقعات اور ان کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سابقہ کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں، ظاہری صورت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہونے کے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کے تفریح قلوب کے لئے ان واقعات کا تذکرہ کردیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں، اس نے صاف طور پر بتلایا ہے کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اس میں صرف مثال کے طور پر اس امت کے سبق حاصل کرنے کے لئے ہے اور ان میں سے ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہئے اور صرف اس کو ایک گذشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہئے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ" (اعراف:۱۷۶) "ان کے سامنے واقعات وحالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ (ان کے نتائج میں) غور کریں" "لَقَدْ کَانَ فِي قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِأُوْلِي الْأَلْبَاب" (یوسف:۱۱۱) "ان لوگوں کے قصوں میں صاحبان عقل کے لئے سبق ہیں" "وَکُلًّا نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ أَنْبَائِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ وَجَائَکَ فِي ھٰذِہِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَۃٌ وَذِکْرَی لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔" (ہود:۱۲۰) "ہر ایک بات جو انبیاء کے واقعات میں سے ہم تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ایسی ہی ہے کہ جس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل میں تمہاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہے اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یادداشتیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۳) رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰؑ تھے توریت وانجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثناء میں کہ جہاں حضرت موسیٰ کی وہ تقریر درج ہے جو انھوں نے عبر اردن کے جنگل میں چالیسویں برس کے گیارہویں مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم اسرائیل کو جمع کرکے کی تھی باب ۱۸، آیت ۱۵ تا ۲۰ میں ہے۔

''(اے قوم اسرائیل) خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی طرف کان لگانا، جیسا کہ تم لوگوں نے حوریب میں اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی، خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگوں نے باتیں بہت اچھی کیں۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تمہارا ایسا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس سے مطالبہ کروں گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو میں نے اس سے نہیں کہی میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔''

اس میں ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہے جو موسیٰ کے مانند ہو، یہ نبی جس کی خبر دی گئی تھی مسیح کے علاوہ تھا اس کا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱، آیت ۲۶-۱۹ سے ملاحظہ ہو:

''یہ یوحنا کی گواہی ہے جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لادیوں کو بھیجا تھا کہ اس سے پوچھیں تو کون ہے تو اس نے اعتراف کیا اور بغیر کسی انکار کے اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں، انھوں نے پوچھا کہ پھر تو کیا ہے؟ ایلیا ہے؟ اس نے کہا ایلیا بھی میں نہیں ہوں۔ اچھا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ انھوں نے کہا تو کون ہے تا کہ ہم انھیں جنھوں نے ہم کو بھیجا ہے جواب دیں؟ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جنگل میں پکارنے والے کی آواز ہوں کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کروں جیسا کہ اشعیا نبی نے کہا ہے، یہ لوگ جو (گفتگو کے لئے) بھیجے گئے فریسیین میں سے تھے، انھوں نے اس سے پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہیں ہے اور نہ ایلیا ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسما کیوں دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب دیا کہ میں پانی سے بپتسما دیتا ہوں لیکن تمہارے درمیان کھڑا ہے ایک ایسا شخص جس کو تم نہیں جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنے والا ہے لیکن مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں وہی ہے۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصوں کے آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا اور دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی ان کے اس خیال کی تصدیق کی اور تینوں باتوں کی اپنے سے نفی کر دی کہ میں نہ ایلیا ہوں اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے والوں نے مانا اور نہ ماننے والوں نے نہ مانا، باقی رہی اس نبی کی پیشین گوئی جو حضرت موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب سے بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیؐ کا ظہور ہوا۔

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام ان اوصاف کو پورا کر دیا جو حضرت موسیٰ نے اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھیں چنانچہ سب سے پہلے اس نے یہ کیا کہ زیادہ تر حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا یہاں تک کہ جس طرح عیسیٰؑ کا لقب مسیح تھا اسی طرح ہمارے نبی آخرالزماں کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو:

یَا اَیُّهَا النَّبِی اِنَّا اَرسَلنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِی۔ یَا اَیُّهَا النَّبِی قُلْ لِاَزْوَاجِکَ۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ

وَالْمُنَافِقِيْنَ۔ یَوْمَ لَا یَخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ۔ یَا اَیُّھَا النَّبِی لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیِ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآئَ۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِی۔ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِ اِلَّا اَنْ یُؤْذَنَ لَکُمْ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِی۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیِّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ۔ مَا کَانَ عَلَی النَّبِی مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰہُ لَہٗ۔ یَا نِسَآءَ النَّبِی لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِنَ النِّسَآئِ۔ یَا نِسَآئَ النَّبِی مَنْ یَّأْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُبَیِّنَۃٍ۔ وَیَسْتَأْذِنُ فَرِیْقٌ منھم النبی۔ اَلنَّبِی اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ یَا اَیُّھَا النَّبِی اِتَّقِ اللّٰہَ۔ وغیرہ وغیرہ

اس کے بعد اس نبی کا وصف یہ تھا ''میں (خدا) اپنا کلام اس کے منھ میں ڈالوں گا'' جس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ اس کے منھ سے نکلے گا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی اس کو قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَویٰ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوْحیٰ'' پھر دوسرا وصف ''جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان کے کہے گا'' جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کی تبلیغ اور اس کی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی، اس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح ارشاد کیا کہ ''فَاصْدَعْ بِمَاتُؤْمَرْ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْن''۔ تیسری بات ''جو اس کی باتوں کو نہ سنے گا اس سے مطالبہ کروں گا'' اس کے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے: وَمَنْ یَکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْن۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوا وَکَذَّبُوا بِاٰیَاتِنَا اُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ۔ وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات ''جو کوئی بات میں نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائے گا'' اس معیار کے متعلق صریحی طور سے ارشاد ہوا ''لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔'' ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے جناب رسالتمآب کے لئے ثابت کرتے ہوئے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلاً۔ ہم نے تمہاری طرف اپنا رسولؐ تمہارے اوپر حاضر وناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب رسول (حضرت موسیٰ) کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت وانجیل کے مندرجہ بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآبؐ حضرت موسیٰ کے مثیل وشبیہ تھے اور اس لئے اُمت حضرت رسولؐ کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت حاصل ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب اقدس الٰہی نے بہت واضح لفظوں میں اس امر کو بیان فرمایا ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ کی قوم میں اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ فَلَاتَکُنْ فِی مِرْیَۃٍ مِنْ لِقَائِہٖ وَجَعَلْنَاہُ ھُدًی لِبَنِی إِسْرَائِیلَ۔ وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ أَئِمَّۃً یَھْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَکَانُوا بِآیَاتِنَا یُوقِنُونَ۔'' (سجدہ: ۲۴-۲۳) ''ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی پس تم کو شک نہ ہونا چاہئے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کے لئے اور ہم نے ان میں کچھ ائمہ مقرر کئے جو ہمارے اوامر احکام کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جب کہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے۔''

اس سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے ائمہ مقرر فرمائے تھے اسی طرح ان ائمہ کی شان بھی

معلوم ہوگئی کہ ”یَھْدُونَ بِاَمْرِنَا“یعنی ان کے ہدایات واحکام سب کے سب خدا کی مرضی اوراس کے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی اور حکم خداوندی کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی۔“

اور یہ نتیجہ ہے اسی درجہ پاک نفسی کا جس کا نام عصمت ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ خداوند عالم نے جس طرح ائمہ کے تقرر کا اعلان فرمایا ہے اسی کے ساتھ ان کی عصمت کا اظہار بھی فرمادیا ہے۔

(۵) قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقباء (سرداران) کی تعداد

وَلَقَدْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔

(مائدہ:۱۲)

”خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور ان میں سے بارہ نقیب مقرر کئے اور خدا نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ حاضر و ناظر ہوں اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولوں پر ایمان لائے اور ان کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسنہ دیا تو میں تمہارے گناہوں کا کفارہ قبول کروں گا اور تم کو داخل کروں گا ان بہشتیوں میں کہ جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہوگیا۔“

اس میں خداوند عالم نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ میں نقباء کی تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے ان کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور ان کی تائید وتقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت میں ہلاکت کا پیغام دیا گیا۔

اس کے ساتھ یہ بھی یادرکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ بتلاکر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل میں بارہ امام ہونے کی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰، ارشاد باری ہے حضرت ابراہیمؑ سے:

”اور اسمٰعیلؑ میں نے اس کے حق میں تیری بات سنی۔ دیکھ اب میں اسے برکت دوں گا اور اس کو بارآور کروں گا اور بہت افزائش دوں گا اور اس سے بارہ رئیس پیدا ہوں گے اور میں اس کو بڑی قوم بناؤں گا۔“

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ان کے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید میں متعدد صورتوں سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر ان کے بھائی ہارون تھے چنانچہ ارشاد ہوا: ”وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَٰرُونَ وَزِيرًا“ ”ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور ان کے بھائی کو ان کا وزیر منتخب کیا۔“

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اس کی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے: ”قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي۔ هَارُونَ أَخِي۔ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي۔ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي۔ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا۔ وَنَذْكُرَكَ

كَثِيرًا۔ إِنَّکَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا۔ قَالَ قَدْ أُوْتِيتَ سُؤْلَکَ يَامُوْسَى۔" (طٰہٰ: ۳۶-۲۵) "(موسیٰ نے) کہا کہ بار الٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے گھرانے میں سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ہارون کو، اس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کردے اور میرے کام میں اس کو میرا شریک بنا تا کہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت کا نگراں رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا۔"

اس میں صاف اُمت رسولؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ میں جو موسیٰ کی قائم مقامی کے لئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷) اس امت میں بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِی أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ۔ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔" (فاطر: ۳۲-۳۱) "یہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ حق ہے اور اپنی پیش رو کتب کی تصدیق کرنے والا ہے، بیشک خدا نے اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور نگراں ہے، پھر اس کے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے ان لوگوں کو جنھیں ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا ہے۔"

یہ اصطفاء وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا رہا۔ "إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى۔ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔ یہی اصطفاء وہ ہے جو رسالتمآبؐ کے اوصاف کا جوہر بن کر حضرت کے القاب میں "محمد المصطفیٰؐ" کے گراں قدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اس کا امت رسولؐ میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ انہیں کو قرآن مجید کا وارث یعنی اس کی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار حقیقی قرار دیا گیا ہے۔

(۸) سلسلۂ انتخاب میں ذرّیت کا استحقاق اور نوح علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام کی نظیر

جناب اقدس الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور ان کی ذریت بھی ان کے نقش قدم پر چلتی ہے تو ہم ان کے مراتب و مدارج میں ان کی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں"

ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج ہیں اور بلندترین درجہ نبی و رسولؐ کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اس کو منجانب حضرت احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و رسول و پیشوائے خلق کے بعد درصورتیکہ اس کی ذریت اور اس کے نقش قدم پر چلنے والی اور متبع و مومن ہو تو اس کی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اس کی ذریت کو حاصل ہوگا۔ نظام مقررۂ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اس کی مقتضی ہے: وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ

لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَحْوِیْلاً۔ اس کی نظیر کو بھی حضرت احدیت عزّ اسمہٗ نے امت رسالتمآبؐ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرَاهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ۔ ''ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا اور (ان کے بعد) ان کی ذریت میں نبوت وکتاب کو باقی رکھا۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نوح وابراہیمؑ کی جانشینی ان کے بعد ان کی ذریت کو عطا کی گئی۔ وہ بحیثیت نبوت تھی اس لئے کہ نوحؑ وابراہیمؑ پر نبوت کا خاتمہ نہ ہوا تھا، اب اگر ختم نبوت کی بنا نبوت نہیں تو کتاب تو باقی ہے جس کی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا کہہ کر اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی کے لئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونے کے قابل نہیں ہے۔

(۹) ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے: يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ ''وہ دن جب ہم ہر زمانہ کے لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگوں کے سوائے اس کے کوئی نہیں جس کا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کر کے اظہار فرمایا ہے کہ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ ''ہم نے تم کو امت وسط یعنی اپنے اخلاق واوصاف میں حد اعتدال[1] پر قائم رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ ہو اور رسولؐ تم سب کے اوپر گواہ۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگوں کے ساتھ بلائے جائیں گے وہ ہیں جو رسولؐ کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس وحاکم ہیں اور انہی کو امام کہا جاسکتا ہے۔

انہیں کی معیت اور اتباع کا ہر زمانہ والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ''يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ'' ''خدا سے تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل کے ساتھ جو حقیقی معنی میں عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے امت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ'' ''تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبرؐ) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کے لئے ایک رہنما ہو۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کے لئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے۔

(۱۰) جو چیز ہو اور آنکھوں سے دکھائی نہ دے وہی غیب ہے

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ غائب کے معنی معدوم کے نہیں ہیں اور نہ غائب وہی ہے جو آنکھوں کے سامنے موجود ہو بلکہ غائب وہ ہے کہ جو موجود ہو لیکن آنکھوں سے اوجھل۔ سابقہ بیانات سے ہر زمانہ میں ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی صادق مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور میں موجود ضرور ہے۔ اس کے ساتھ ہم اگر آنکھیں کھول کر مشاہدہ کریں، جستجو کریں، ڈھونڈھیں لیکن اس کا سراغ نہ ملے، آنکھوں سے دکھلائی نہ

---

(۱) اس کے حقیقی معنی سوائے ''معصوم'' کے اور کچھ نہیں ہوسکتے۔

دے، اس کا مشاہدہ نہ ہو تو اس کے معنی یہی ہوں گے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت میں مستور "اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّی مَعَکُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ۔ غیب کا تعلق خدا سے ہے، اس کے انتظار کی ضرورت ہے۔

(۱۱) غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ھے اور اس پر ایمان ضروری ھے

اس کے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اس میں بہت نمایاں الفاظ میں نظر آتا ہے کہ

هُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْآخِرَۃِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ أُولٰئِکَ عَلٰی هُدًی مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔"

''وہ ہدایت ہے خدا کا خوف رکھنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہیں اور جو ایمان لائے ہیں تمہارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اس شریعت پر جو تمہارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آ گیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر میں مذکور ہے) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہے جس پر اعتقاد معیار تقویٰ وایمان ہے اور اس پر ہدایت وفلاح کا انحصار ہے۔

(۱۲) مذکورۂ بالا نظائر وتعلیمات کو سامنے رکھ کر جب ہم رسالتمآبؐ کے بعد فرق اسلامیہ کے آراء وخیالات کا جائزہ لیتے ہیں اور تلاش کرتے ہیں ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ میں (۱) امت رسالتمآبؐ میں (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہوں۔ (۲) ان کی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔ (۳) رسولؐ کا وصی وجانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) ان کا بھائی ہو۔ (۴) سلسلۂ امامت وجانشینی رسالتمآبؐ اور ان کے بھائی کے بعد انہیں کی ذریت (اولاد) میں یکے بعد دیگرے قائم رہے۔ (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی سے مبرّا حقیقی معنی میں یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا کے مصداق ہوں اور وہ وارث کتاب ہوں بایں معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل وتفسیر کا علم ان سے مخصوص ہو اور وہ لَن یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضِ کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط واختصاص رکھتے ہوں (۶) ہر زمانہ میں ائمہ معصومین میں سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد میں ایک نہ ایک باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جا سکے۔ (۷) ان میں سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت میں مستور اور اس پر ایمان لانا ایمان بالغیب کے تحت میں ضروری ہو، بیشک جب ہم تلاش کرتے ہیں تو یہ تمام امور سوائے فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات میں نظر نہیں آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے مذکورۂ بالا نظائر وتعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا عشر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کسی پر منطبق نہیں ہو سکتے۔

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

(۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ)